رسائل و مسائل

انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود مال میں کمی کیوں؟

ملک غلام علی

سوال:- میں آج کل سخت ذہنی پریشانی بہ الفاظ دیگر ایمانی پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہوں، شیطان کے حملوں کی زد میں ہوں۔ الحمدللہ اپنی زندگی دیندارانہ ہے۔ میں نے اپنی پوری زندگی جب سے اسلام کو شعوری طور پر قبول کیا ہے، حلال و حرام، جائز و ناجائز کی قیود کے ساتھ گزاری ہے۔ آج سے دس پندرہ سال پہلے میری معاشی زندگی بے حد تنگ تھی بعد کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آہستہ آہستہ بتدریج کاروباری حالات بہتر ہوتے گئے اور میں صاحب نصاب ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایسا ہوا اور چار پانچ سال پہلے کی بات ہے کہ میں اس قابل ہو گیا کہ ایک ہزار روپیہ زکوٰۃ ادا کر سکوں۔ اس کے بعد گذشتہ تین سال سے یہ صورت حال واقع ہوتی ہے کہ میں کاروباری اور دیگر مصائب مثلاً بچوں کی بیماریوں اور دوسری پریشانیوں میں مبتلا ہوتا چلا گیا اور اس دوران میں بھی ایمان اللہ کی رحمت سے سلامت رہا، اور اب تک ہے۔ میں نے کاروباری بحران پہ قابو پانے کے لیے کسی ناجائز حربہ کو استعمال کرنے سے الحمدللہ گریز کیا۔

اس سال میں نے اپنی زکوٰۃ کا حساب کیا تو وہ گذشتہ تین سال سے جو بتدریج کم ہو رہی تھی، ایک ہزار سے گھٹ کر پانچ سو رہ گئی ہے۔ کچھ سرمایہ نقصانات کی نذر ہوا اور کچھ کاروباری بحران اور اخراجات کی نذر ہوتے ہوتے نصف رہ گیا ہے۔ زکوٰۃ کے علاوہ بھی میں تمام دینی واجبات ادا کرتا رہا ہوں۔ اور کردار بھی انشاء اللہ مومنانہ رہے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا اور یہ معمہ حل نہیں ہوتا کہ مجھے خسارہ کیوں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ شکر کا رویہ (شکر کے معنی خدا کی نعمتوں کی قدر دانی اور ان کا صحیح استعمال) اختیار کریں گے،

ہم ان کے لیے اپنی عطا کردہ نعمتوں میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ اور میں نے الحمدللہ شکر کا رویہ ہی اختیار کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ میرے زوال نعمت میں اللہ تعالیٰ کی کون سی حکمت کارفرما ہے اور ایسی صورتِ حال میں جو میرے سامنے پیدا ہوئی ہے وہ کس قانونِ خداوندی کے ماتحت ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ حلال و حرام کی حدود سے ناآشنا، خالص زرپرست، دنیادار میرے گردوپیش میں ہیں وہ خوب پھل پھول رہے ہیں۔ میرا خاندان ڈیڑھ سو افراد پر مشتمل ہے اور وہ سب آسودہ حال دن دونی رات چوگنی مالی ترقی کر رہے ہیں، اور میں ان کے درمیان تنہا ایک ذات جو دن بدن پریشانیوں اور مالی زوال کا شکار ہوں۔ حالانکہ ان سب میں دیندار بھی میں تنہا ہوں ذٰلِکَ فَضْلُ اللہِ۔ اس صورت میں شیطان مجھ پر حملہ آور اور میرے عقائد میں تنزلزل پیدا کر رہا ہے کہ اللہ میری زکوٰۃ جو میں اس کی راہ میں دیتا ہوں اسے کم کیوں کرتا جا رہا ہے۔ زکوٰۃ کے متعلق تو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس سے مال بڑھتا ہے گھٹتا نہیں پھر میں خوشحال ہونے کے بجائے کیوں خستہ حال ہوں؟

جواب:- آپ کی ذہنی پریشانی کا حال معلوم کر کے افسوس ہوا۔ جس تفصیلی انداز سے آپ نے اپنا مسئلہ بیان کیا ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ میں اسی نسبت سے مدلل و مفصل جواب آپ کو دے سکوں گا یا نہیں۔ تاہم مختصر جواب عرض کرتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے ہی کافی و شافی بنا دے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی اُلجھن کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپ کتاب و سنّت کی تعلیمات کو اُن کی مجموعی حیثیت میں پیشِ نظر نہیں رکھتے اور پھر اُن کے کسی ایک جزء کو بھی سامنے رکھتے ہوئے اس خاص جزء کے صحیح پس منظر اور مفہوم کو نظر انداز کر کے اسے ایک محدود معنی پہنا دیتے ہیں۔ آپ خود دیکھیں کہ جس خاص مسئلے میں آپ کو اُلجھن پیش آ رہی ہے وہ زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کا مسئلہ ہے۔ آپ غلطی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جو شخص زکوٰۃ دیتا رہے اس کا مال ہمیشہ دنیا میں بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ اور جو نہ دے اس کے مال کی مقدار دُنیا میں گھٹتی ہی چلی جائے گی۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ بات قرآن و حدیث کے کس مقام پر کہی گئی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس قسم کی گارنٹی اگر خدا اور رسولؐ کی طرف سے دے دی جاتی جو یقیناً پوری بھی ہو کر رہتی تو پھر کون شخص ایسا ہوتا جو زکوٰۃ دینے سے باز رہتا اور افزائش مال کے اس تیر بہدف نسخے کو آزمانے میں کوتاہی کرتا۔ پھر تو انفاق میں قربانی، ایثار اور آزمائش کا پہلو بالکل ہی

ختم ہو جاتا۔ اپنے اس استدلال کو اگر آپ ذرا پھیلا دیں تو اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ جو مسلمان بھی اللہ کے اوامر و نواہی کی پابندی کرے گا اُسے دُنیا میں کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور وہ ہمیشہ مزے ہی لُوٹتا رہے گا، دنیوی مال و متاع اور آرام و آسائش اسے دائماً حاصل رہیں گے، ان میں کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ ہر لحاظ سے زیادتی اور افزونی ہی ہوتی چلی جائے گی۔ آپ خود سوچیں اور پھر مجھے بتائیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر کون احکام الٰہی کا متبع ہوگا اور کس نے زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی میں ان سے بڑھ کر پابندی کی ہوگی۔ پھر کیا ان پر فقر و فاقہ، معاشی تنگی اور دوسرے مصائب و شدائد وارد نہیں ہوئے اور اُن سے نہیں فرمایا گیا کہ:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○	اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے خوف، بھوک اور مال، جان اور پیداوار کے نقصانات کے ذریعے سے اور بشارت دو صبر کرنے والوں کو جنہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔

آزمائش تو ہر انسان کے لیے ناگزیر ہے، البتہ اس کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کو اللہ مال دے کر آزماتا ہے اور کسی سے چھین کر آزماتا ہے۔ کسی کو فرمانبرداری کی حالت میں بھی مبتلائے تکلیف رکھتا ہے اور کسی کو نافرمانی میں بھی ڈھیل دیتا ہے اور یہ آخری صورت سب سے زیادہ سخت آزمائش کی صورت ہے۔

آپ نے قرآن مجید کی جس آیت کا حوالہ دیا ہے وہ سورۂ ابراہیم آیت ۷ ہے۔ اس میں خطاب کسی فرد یا چند افراد سے نہیں بلکہ پوری قوم بنی اسرائیل سے ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بہت سے دوسرے ایسے وعدے ہیں جن کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ جماعت سے ہے۔ بعض اوقات ان وعدوں میں ایسی عمومیت پائی جاتی ہے کہ برسوں نہیں بلکہ صدیوں میں اور بعض کی دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں تکمیل ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ کسی شے کو پاک صاف کر کے اسے نشوونما دی جائے اور اس میں بالیدگی پیدا کی جائے۔ لیکن اس کا مطلب ہر حالت میں مال کی مادی مقدار کا بڑھنا نہیں بلکہ اس کا تعلق دراصل آخرت کے اجر و ثواب سے ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ (النحل - ۹۶)

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ باقی رہتا ہے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ زکوٰۃ سے دُنیا میں معاشی خوشحالی پیدا ہوتی ہے مگر اس کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ پورے معاشرے سے ہے۔ پورا معاشرہ اگر زکوٰۃ پر عامل ہو تو بلاشبہ دولت کی گردش امیروں سے غریبوں کی طرف ہوتی ہے اور ہر شخص آسودہ حال ہوتا ہے۔ مگر سو یا ہزار میں سے ایک اگر زکوٰۃ دے اور باقی زکوٰۃ نہ دیں، بلکہ اُلٹا سود کھائیں تو پھر پوری سوسائٹی کیسے پھلے پھولے جب کہ اللہ نے صدقات و زکوٰۃ کی افزائش کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ سودی کاروبار تباہی بھی لاتا ہے۔ لکھنے کو تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن زیادہ تفصیل واطناب میرے لیے ممکن نہیں۔ خدا کرے یہ مختصر جواب آپ کے لیے موجبِ طمانیت ہو جائے اور آپ وسوسۂ شیطان سے بچ جائیں۔

اِدارۂ مطبوعاتِ طلبہ

کی

نئی پیشکش

تحریکِ اسلامی
ایک تعارف
اسعد گیلانی کے قلم سے
صفحات: ۲۵۸
قیمت: تین روپے پچاس پیسے

ہمارا پروگرام
اسلامی جمعیت طلبہ کے پروگرام کی تشریح
جمعیت کے ناظم اعلیٰ
ظفر جمال بلوچ کے قلم سے
صفحات: ۶۴
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے۔

خوبصورت اور نئے ڈیزائن
میں
جمعیت کا
انسگنیا
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

خوبصورت ٹائیٹل اور آفسٹ کی طباعت پر

تجارتی اداروں نیز طلبہ کے لیے خصوصی رعایت

اِدَارۂ مَطبُوعَاتِ طَلَبَہ ۔ ۴ ۔ اے ذیلدار پارک، اچھرہ ۔ لاہور